سوال

(240) نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں علماء کے حسب ذیل مختلف اقوال ہیں:

سورۂ فاتحہ پڑھنا، امام، مقتدی یا منفرد کسی کےلیے بھی واجب نہیں، نماز خواہ سری ہو یا جہری، کیونکہ واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کا جو حصہ آسانی کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہو اسے پڑھ لیا جائے، اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاقرَءوا ما تَيَسَّرَ مِنَ القُرءانِ ... ٢٠ سورة المزمل

''آسانی کے ساتھ جتنا قرآن تمہیں یاد ہو اس کی تلاوت کرو۔''

اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«اِقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ» (صحيح البخاري، الاذان، باب وجوب القراءة للامام والماموم، ح: ٧٥٧ وصحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة، ح: ٣٩٧)

''جتنا آسانی سے ہو سکے (اتنا) قرآن پڑھ لیا کرو۔''

سورۂ فاتحہ کا پڑھنا امام، مقتدی، منفرد، سری اور جہری نمازوں میں سے ہر ایک میں نماز کی ابتدا ہی سے جماعت میں شامل ہونے والے اور جس سے نماز باجماعت کا کچھ حصہ رہ گیا ہو، ان میں سے سب کےلیے رکن ہے۔

سورۂ فاتحہ کا پڑھنا امام اور منفرد کے حق میں تو رکن ہے لیکن مقتدی کےلیے یہ مطلقاً واجب نہیں، نماز خواہ سری ہو یا جہری۔

امام اور منفرد کے حق میں سری اور جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا رکن ہے اور مقتدی کے حق میں سری نماز میں پڑھنا تو رکن ہے لیکن جہری نمازوں میں رکن نہیں ہے۔

میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا امام، مقتدی اور منفرد کے حق میں سری وجہری نمازمیں سے دونوں میں رکن ہے، البتہ جو شخص امام کو حالت رکوع میں پائے تو اس سے اس حالت میں فاتحہ ساقط ہوجاتی ہے اور اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل فرمان کا عموم ہے:

«لَا صَلَاةَ لِمَن لَّم یَقرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ» (صحیح البخاري، الاذان، باب وجوب القراءۃ، ح: ۷۵۶ و صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ... ح: ۳۹۴)

''جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔''

اور فرمایا:

«مَن صَلّٰی صَلَاۃً لَّم یَقْرَأْ فِیہَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَہِیَ خِدَاجٌ» (صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ، ح: ۳۹۵)

''جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے۔''

خداج کا لفظ فاسد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یہ حکم عام ہے اور اس کی دلیل حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح سے فارغ ہوئے، تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

«لَعَلَّکُمْ تَقْرَئُونَ خَلْفَ إِمَامِکُمْ قَالُوا: نَعَمْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ القرآن فَإِنَّہُ لَا صَلَاۃَ لِمَن لَّمْ یَقْرَأْ بِہَا» (سنن ابی داود، الصلاۃ، باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ، ح: ۸۲۳ وجامع الترمذي، الصلاۃ، باب ماجاء فی القراءۃ خلف الامام، ح: ۳۱۱ ومسند احمد: ۵/۳۱۶)

''شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو۔'' ہم نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! جلدی جلدی پڑھتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''تم فاتحۃ الکتاب کے سوا اور کچھ نہ پڑھو کیونکہ جو اسے نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں۔''

مسبوق سے اس کے ساقط ہونے کی دلیل حدیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت رکوع میں پایا تو صف میں داخل ہونے سے پہلے ہی جلدی سے رکوع میں چلےگئے اور حالت رکوع ہی میں صف میں داخل ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے یا رسول اللہ! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ» (صحیح البخاري، الاذان، باب: اذا رکع دون الصف، ح: ۷۸۳)

''اللہ تعالیٰ تمہارے شوق میں اضافہ فرمائے، دوبارہ ایسا نہ کرنا۔''

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا، جس میں وہ جلدی سے شامل ہوگئے تھے تاکہ وہ فوت نہ ہو، اگر اس حالت میں ان کےلیے سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس کا حکم دیتے جس طرح کہ آپ نے اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس نے سکون واطمینان کے بغیر نماز پڑھ لی تھی۔ (1) یہ تو ہے مسئلے کا پہلو نقلی اعتبار سے اور جہاں تک اس کا عقلی اعتبار سے تعلق ہے تو اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مسبوق نے جب قیام کو نہ پایا، جو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مقام ہے تو اس سے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ساقط ہوگیا جیسا کہ وہ شخص جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو تو اس کےلیے ہاتھ کے بجائے بازو دھونا واجب نہیں ہے کیونکہ مقام کے فوت ہوجانے کے بعد اس سے فرض ساقط ہوجائے گا، اسی طرح جو شخص امام کو حالت رکوع میں پائے اس سے بھی فاتحہ پڑھنا ساقط ہوجائے گا کیونکہ

اس نے قیام کو نہیں پایا جو فاتحہ پڑھنے کا مقام ہے اور اس سے یہاں قیام امام کی متابعت کی وجہ سے ساقط ہوا ہے۔

میرے نزدیک یہ قول راجح ہے اور اگر حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نہ ہوتی جس کی طرف ابھی ابھی اشارہ کیا گیا ہے، تو یہ قول راجح ہوتا کہ جہری نمازمیں مقتدی پر سورئہ فاتحہ واجب نہیں ہے کیونکہ حصول اجروثواب میں سننے والا، پڑھنے والے ہی کی طرح ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا:

قَدۡ أُجِيبَت دَّعۡوَتُكُمَا ... ٨٩ سورة يونس

''تمہاری (دونوں کی) دعا قبول کرلی گئی۔''

حالانکہ دعا تو صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ ءَاتَيۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَأَهُۥ زِينَةً وَأَمۡوَٰلًا فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّواْ عَن سَبِيلِكَ رَبَّنَا ٱطۡمِسۡ عَلَىٰٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ وَٱشۡدُدۡ عَلَىٰ قُلُوبِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُواْ حَتَّىٰ يَرَوُاْ ٱلۡعَذَابَ ٱلۡأَلِيمَ ٨٨ ... سورة يونس

''اور موسیٰ نے کہا: اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں (بہت سا) سازوبرگ اور مال وزر دے رکھا ہے، اے پروردگار! تاکہ وہ لوگوں کو تیرے رستے سے گمراہ کردیں، اے پروردگار! ان کے مال کو برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ ایمان نہ لائیں جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں۔''

کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہارون علیہ السلام نے بھی دعا کی تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ قَد أُجِيبَت دَّعوَتُكُمَا ''تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی۔'' علماء فرماتے ہیں کہ واحد کے بعد تثنیہ کا صیغہ استعمال کرنے میں حکمت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ہارون علیہ السلام نے آمین کہی تھی۔

اور جہاں تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث:

«مَن کَانَ لَہُ إِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْإِمَامِ لَہُ قِرَاءَۃٌ» (مسند احمد: ۳/ ۳۳۹ وسنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلاۃ، باب اذا قراء فانصتوا، ح: ۸۵۰)

''جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔''

کا تعلق ہے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث مرسل ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں لکھا ہے، پھر اس حدیث کے اطلاق کو اس سے استدلال کرنے والے بھی تسلیم نہیں کرتے، ان میں سے بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ مقتدی پر سری نمازوں میں قراءۃ قرآن واجب ہے، گویا انہوں نے اس کے اطلاق کو تسلیم نہیں کیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ اگر امام سکوت ہی نہ کرے، تو مقتدی سورئہ فاتحہ کب پڑھے؟ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ امام جب پڑھ رہا ہو اس وقت مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ پڑھ لے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورئہ فاتحہ کی قراءت فرماتے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھ لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«لَا تَفۡعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الۡقُرۡآنِ فَإِنَّہُ لَا صَلَاۃَ لِمَنۡ لَمۡ يَقۡرَأۡ بِہَا» (سنن ابی داود، الصلاۃ، باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ، ح: ۸۲۳ وجامع الترمذي، الصلاۃ، باب ما جاء فی القراءۃ خلف الامام، ح: ۳۱۱ ومسند احمد: ۵/ ۳۱۶)

''تم فاتحۃ الکتاب کے سوا اور کچھ نہ پڑھو کیونکہ جو اسے نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں۔''

وباللہ التوفیق

---

(1)فاضل مفتی رحمہ اللہ کی یہ بات تو صحیح ہے کہ سورئہ فاتحہ کا پڑھنا امام، مقتدی اور منفرد کے حق میں سری وجہری نمازمیں رکن ہے۔ لیکن پھر امام کو حالت رکوع میں پانے والے شخص سے اس کی رکنیت کو ساقط فرما رہے ہیں۔ حالانکہ جن احادیث کے عموم سے وہ سب کےلیے سورئہ فاتحہ کے رکن ہونے کا اثبات فرما رہے ہیں، اس کے عموم میں تو مدرک رکوع بھی شاملہے، اس اعتبار سے اس کی یہ رکعت شمار نہیں ہونی چاہیے۔ رہی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث، جس سے موصوف رحمہ اللہ نے مدرک رکوع سے سورئہ فاتحہ کی رکنیت ساقط ہونے پر استدلال کیا ہے، وہ کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ وہ تھے: (لَا تَعُدْ) ''دوڑ کر نہ آنا'' اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ (لَا تَعُدَّ) ہو، یعنی ''اس رکعت کو شمار نہ کرنا'' اور چوتھا احتمال یہ ہے کہ (لَا تُعِدْ) یعنی تو نماز نہ دہرا تیری نماز درست ہے۔ اور یہ اصول ہے کہ (اِذَا جَاءَ الِاحْتِمَالُ بَطَلَ الِاسْتِدْلَالُ) ''جب ایک سے زیادہ احتمال ہوں، تو اس سے استدلال جائز نہیں رہتا۔'' اس لیے مذکورہ الفاظ سے کسی ایک مفہوم پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ بنا بریں مدرک رکوع کی رکعت کے صحیح ہونے کا فتویٰ دینا بھی غیر صحیح ہے۔ کیونکہ مدرک رکوع کے دو رکن فوت ہوگئے۔ ایک قیام اور دوسرا قراءت فاتحہ اور نماز کا ایک رکن بھی فوت ہو جائے، تو وہ رکعت نہیں ہوتی۔ تو پھر دو رکن فوت ہو جانے کے باوجود اس رکعت کا شمار کرنا کیونکر صحیح ہوگا۔ (ص، ی)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل: صفحہ273

محدث فتویٰ